رجسٹرڈ ایل نمبر ۶

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لانیوالا اکیلا اخبار

یھدی اللہ لنورہ من یشاء

نور

ضوابط

سالانہ عوام سے تین روپے (سے ۳)
ششماہی " ایک روپیہ بارہ آنہ (عہ ۱۲)
سالانہ امراء سے سات روپیہ (مغہ)
ممالک غیر سے ۹ شلنگ

مقاصد

۱- اسلام کی خوبیاں اور ...
اور دیگر مذاہب پر اس کی ...
۲- سکھوں اور آریوں ...
کے اہم فرائض کو ادا کرنا ...
۳- دیگر مذاہب کے ...
جواب دینا
۴- راعی اور رعایا کے ...
مستحکم کرنا۔

مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۲۶ء

اردو فرخ اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور ... نمبر ۶۰۴
بخدمت شریف منشی غلام حیدر صاحب
... مقام راہوالی ضلع گوجرانوالہ
Jal wandi Rahwali

GHAKKHAR
23 NOV. 26
8 — A.M

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۱۸ | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف سابق سورن سنگھ و دوان برہمچاری | نمبر ۴۸

سالانہ جلسہ سر پر آگیا

اگرچہ ناظم صاحب جلسہ کی طرف سے مجھے کوئی اطلاع نہیں ملی مگر میں قیاساً کہہ سکتا ہوں کہ سالانہ جلسہ کی تاریخیں حسب معمول ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ دسمبر ہونگی۔ اس حساب سے جلسہ میں قریباً ایک مہینہ ہی رہ گیا ہے۔ اگرچہ دنیا میں آئے دن کئی ایک جلسے اور میلے ہوتے رہتے ہیں۔ اور ہوتے رہیں گے۔ جن میں سے کوئی تو سوشل اصلاح کے لئے کوئی سیاسی اغراض کے لئے کوئی ترقی تعلیم وغیرہ کے لئے ہوتا ہے۔ مگر خالص ترقی اسلام کے لئے صرف ہمارا ہی جلسہ منعقد ہوتا ہے۔ اور یہ وہ مقصد ہے جس کے لئے ہر ایک مسلمان کو جس کے دل میں اسلام کے لئے کچھ بھی درد ہے وہ اس جلسہ کی بہبودی و ترقی کے لئے مقدور بھر سعی سے کام لے گا آج تختہ زمین پر جو اسلام کی حالت ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے عیسائیوں کی طرف سے اس کے مٹانے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ ہندوستان میں اسلام کے برخلاف نوزائیدہ جماعت آریہ سماج نے جو خطرناک پروپگنڈا اختیار کر رکھا ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں ہے۔ اسلام کی بڑی سے بڑی خوبی بھی ان کو خطرناک سے خطرناک عیب نظر آتی ہے۔ دوسری طرف دی معتقد مسلمان اسلام کی اس درد مند حالت سے بے پرواہ ہو گئے ہیں۔ ان کی بلا سے اگر آج مسلمان عیسائی ہو جائیں تو ہوا کریں ان کی جوتی سے اگر آج سب مسلمان آریہ ہو جائیں تو ہو جائیں۔ وہ اپنی انفرادی حالت میں مست ہیں۔ ایسے پر آشوب زمانہ میں جبکہ اسلام کی حالت بلاشبہ زار و نزار ہو رہی ہے۔ اور اسلام اس یتیم بچہ کی طرح بے کسی اور بے بسی کی حالت میں جنگل میں اور ... دل کے تختہ مشق کے لئے چھوڑ دیا گیا ہے۔ اگر ایسی حالت میں اسلام کے لئے کسی قوم کو درد ہے۔ تو صرف وہ احمدیوں کی مٹھی بھر جماعت۔ اگر یورپ میں اسلام پر حملہ ہو تو احمدی بے چین ہو جائیں۔ اور سات سمندر چیرتے ہوئے وہاں پہنچ جائیں۔ اور اگر ہندوستان میں آریوں کی طرف سے اسلام پر حملہ ہو تو یہ غریب جماعت اپنی پیٹھوں پر شہیر باندھ کر میدان کارزار میں بہادر دلوں کی طرح ڈٹ جائے۔ اسلام کے لئے اسی پروانہ جماعت کا سالانہ اجتماع اخیر دسمبر میں قادیان میں ہونے والا ہے۔ جس میں اسلام کی ترقی بہتری، بہبودی اور اس کے مستقبل کو شاندار بنانے کے لئے عملی تجاویز سوچی جائیں گی۔ بزرگان کرام کے عموماً اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے خصوصاً تقاریر جو مردوں کو زندہ کرنے والی اور اسلام کا بابرکت اور روشن چہرہ ... پیش کرنے والی ہونگی جن لوگوں نے حضرت کی تقاریر کو کبھی سنا وہ اس امر کے بہترین شاہد ہیں کہ حضور کی تقریر دلپذیر کا ایک ایک لفظ بلاشبہ روحانیت کے پیاسوں کے لئے پیغام مسیحائی سے بھی زیادہ اثر نما ہوتی ہے لہذا ایسے مبارک موقع پر احمدی دوستوں کو نہ صرف خود ہی اس پاک تقریب پر حاضر ہونا چاہیئے۔ بلکہ اپنے دوسرے غیر احمدی دوستوں کو بھی اس مبارک تقریب میں شامل کر کے دین و دنیا کے حسنات کے وارث ہوں۔ مومن کا ہر قدم ہمیشہ آگے ہی ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیں خدا کے فضل سے یہ توقع رکھنی چاہیئے۔ کہ ہمارا یہ جلسہ انشاء اللہ پہلے سے بھی زیادہ شاندار زیادہ بابرکت ہوگا۔ اور اس کے لئے دوستوں کو ابھی سے تیاری شروع کر دینی چاہیئے۔ اللہ آپکا حامی و ناصر ہو۔ یہ کہہ دینا بھی ضروری ہے کہ خدا کے فضل سے ہمارے سالانہ جلسہ میں کم از کم بارہ پندرہ ہزار افراد کا اجتماع ہوتا ہے اور میرے خیال میں بیس ہزار روپیہ سے کیا کم خرچ اٹھتا ہوگا لہذا اس کا پورا کرنا بھی ہم احمدیوں کا ضروری فرض ہے۔ ہم اس جلسہ میں خود ہی مہمان اور خود ہی میزبان ہوں گے۔ اس لئے ہم سب کو اپنی مدد آپ کرنی چاہیئے۔ اور سالانہ اجتماع سے پہلے پہلے رقم ناظر صاحب بیت المال کے پاس پہنچ جانی چاہیئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت باوا نانک جی اور حج کعبہ

جناب باوا نانک صاحب علیہ الرحمۃ کا حج پر تشریف لیجانا سکھوں اور مسلمانوں ہر دو کے نزدیک ثابت شدہ ہے۔ بایں کہ جب سکھ مسلمات میں باوا نانک رح کا حج پر جانا تاریخی رنگ میں بھی تسلیم کیا گیا ہے تو مسلمانوں کا اس سے انکار کرنا ضروری نہیں۔ سکھ مسلمات میں حج پر جاتے وقت باوا نانک صاحب رح کی جو کچھ ہیئت گدائی سکھ کتب میں بیان کی گئی ہے۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ باوا صاحب صرف صدق نیت اور اسلامی پہلو کو مدنظر رکھکر حج کعبہ کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ واراں بھائی گورداس جی صفحہ ۱۳ میں لکھا ہے

باوا پھر مکے گیا نیل بستر دھارے بن والی
عصا ہتھ کتاب کچھ کوزہ بانگ مصلی دھاری
بیٹھا جائے مسیت وچ جتھے حاجی حج گذاری

یعنی حضرت باوا صاحب رحمۃ اللہ حج کعبہ کے لئے عازم مکہ ہوئے۔ نیلے کپڑے پہن کر دلی بنکر ہاتھ میں عصا بغل میں قرآن مجید کوزہ وضو کرنے کے لئے پاس تھا۔ اور نماز پنجوقتہ ادا کرنے کے لئے مصلی تھا۔ اس ہیئت گدائی میں سفر کرتے کرتے آخر وہاں پہنچ گئے جہاں حاجی لوگ حج گذارنے کے لئے جاتے ہیں یعنی خانہ کعبہ میں۔ بعض لوگوں کا جو عموماً سکھ اور ہندو ہو سکتے ہیں۔ یہ خیال ہے۔ کہ ہو نہ ہو باوا صاحب عرب میں سیاحت کے لئے گئے تھے۔ اور چونکہ ان کے ایام میں مذہبی پہلو سے مکہ شریف ہی زیادہ تر شہرت پذیر تھا۔ اس واسطے وہی شہر ان کے عزم کا مرحلہ اول رہا۔ اس توضیح سے منکران حج یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ گویا حضرت باوا جی کا مکہ جانا عزم حج کے خیال سے نہیں تھا۔ بلکہ محض سیاحانہ نظر سے تھا بعض یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ چونکہ عرب میں کسی غیر مسلم کا جانا جیسا کہ اب بھی کسی حد تک مشکلات کا سامنا رکھتا ہے۔ باوا صاحب کے عہد میں بھی گونہ مشکلات سد راہ تھیں اسواسطے انہوں نے حاجیوں کا لباس پہنا۔ قرآن پاک بغل میں لٹکایا۔ نماز ادا کرنے کے لئے مصلی بھی ساتھ رکھا اور وضو کے لئے کوزہ بھی لیا اور مردانہ رفیق راہ تھا۔

منکرین

کی توضیحات بالا بجائے اس کے کہ حضرت باوا نانک جی کے عزم عرب مکہ کو محض سیاحانہ رنگ دیکر مخدوش ثابت کریں۔ الٹ اس کے ان کی صحیح نیت کی موید ہیں۔ ہمارا اور منکرین دونوں کا یہ خیال ہے۔ کہ باوا جی خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ موحد تھے۔ راست باز تھے۔ راست عمل تھے بالفرض اگر وہ سیاحانہ عزم ہی رکھتے تھے تو ایسے پاک فطرت شخص کا مسلمانوں کی طرح سوانگ بھر کر مصلی اور کوزہ پاس رکھکر عرب یا مکہ شریف میں جانا ان کی نیک نیتی اور راست بازی کے صریح خلاف ہے۔ نیک اور خدا رسیدہ شخص ایسا بھیس نہیں بدل سکتا۔ چہ جائیکہ مردانہ جو دراصل مسلمان تھا۔ ان کا ندیم قدیم اور قریباً ہم راز تھا۔ اس تصنع کی صورت میں اپیر باوا صاحب رح کی نیک نیتی اور خدا پرستی راست بازی کا جو کچھ اثر ہو سکتا ہے وہ مخفی نہیں۔ پیر کا مرید کی معیت میں یوں سفر کرنا اور اصلیت کو ظاہر نہ کرنا نعوذ باللہ مرادف ہے۔ اس بات کا کہ حضرت باوا جی باوجود ہندو ہونے کے یا باوجود سکھ مت رکھنے کے خود کو اس سفر میں مسلمان ظاہر کرتے رہے اور اخیر تک مسلمانوں کو پناہ بخدا باوجود اس تقدس اور راست بازی کے دھوکا میں رکھا حاشا وکلا ایسے نیک فطرت شخص سے کبھی بھی توقع نہیں کی جا سکتی۔

ہماری

رائے میں اس وقت تک جو کچھ مسلمات سکھ مذہب سے اس بارے میں پیش لئے گئے ہیں۔ وہ خاص طور پر یہ ثابت کرتے ہیں۔ کہ حضرت باوا جی کا ایام حج میں عرب میں جانا مکہ میں ٹھہرنا۔ اور حج کرنا بجائے خود یہ ثابت کرتے ہیں۔ کہ باوا جی محض حج کے لئے گئے۔ مکہ میں ٹھہرے چند روز کے بعد حج کر کے واپس آئے۔

آکاش بانی

یعنی سکھوں کے مسلمات جیسا کہ جنم ساکھی کلاں میں لکھا ہے کہ باوا جی نے یہ عزم محض الہام کی وجہ سے کیا ان کو الہام ہوا کہ مکہ مدینہ کا حج کر آؤ ہم تسلیم کریں گے کہ چونکہ باوا جی خدا کے برگزیدہ تھے۔ اس واسطے ان کو الہام ہوتا تھا۔ ایسے شخص کے بعض افعال چونکہ محض ارادہ خدائی سے وابستہ ہوتے ہیں۔ اس واسطے نا تو ہم انکار کر سکتے ہیں۔ اور نہ سکھوں کو یہ جرات ہو سکتی ہے کہ وہ اس عزم کو خدائی ارادے کے تحت نہ سمجھیں۔ یا یہ کہنے کی جرات کریں۔ کہ نعوذ باللہ باوا صاحب نے محض سیاحت کے خیال سے یہ آکاش بانی وضع کر لی ہو کہ حج پر جاؤ۔ اگر جنم ساکھی کی کوئی قیمت اور وقعت ہے یا کسی وقت بھی تو یہ ماننا چاہیئے۔ کہ یہ عزم باوا صاحب کا محض قدرت کی تحریک سے تھا۔ میں سنتا ہوں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ جنم ساکھی میں ملاوٹ کی گئی ہو اور اس عزم کی بابت جو کچھ لکھا ہے۔ وہ درست نہ ہو۔

اگر فی الواقعہ یہی بات ہے تو سب سے پہلے عزم حج سے انکار کرنا لازمی ہے۔ مگر اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا یہ کہنا تو آسان ہے کہ باوا صاحب رح کی غرض اس سفر سے یہ یا وہ تھی لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ باوا صاحب گئے ہی نہیں تھے۔ ان کا جانا ثابت ہے۔ جیسا کہ واراں بھائی گورداس جی جو کہ سکھ مذہب میں ایک مسلمہ کتاب مانی گئی ہے۔ اور سکھوں میں یہ متفق شدہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ واراں بھائی گورداس جی شری گورو گرنتھ صاحب کی چابی ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں بدوں واراں بھائی گورداس جی کے سکھ مذہب کی تکمیل نہیں ہو سکتی اس میں یہ صاف الفاظ لکھے ہیں۔

بابا پھر مکے گیا نیل بستر دھارے بن والی
عصا ہتھ کتاب کچھ کوزہ بانگ مصلی دھاری
بیٹھا جائے مسیت وچ جتھے حاجی حج گذاری

ان فقرات بالا سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ باوا صاحب اسلامی فرض کے ادا کرنے کے لئے اسلامی ہیئت بنائے ہوئے اسلامی شکل و شباہت دھار کر دوسرے الفاظ میں محض مسلمان ہو کر مکہ شریف میں تشریف لے گئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر ہم

داراں بھائی گورداس جی کو مقدم رکھیں تو جنم ساکھی کلاں کی روایات مخدوش نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ دونوں کا بالاتفاق ایک بیان کرنا ثبوت ہے اس بات کا کہ جو کچھ باواجی کے متعلق سفر عرب یا ادائے فریضہ حج کے متعلق روایات ہیں وہ قطعی درست

انہیں روایات

کے سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ جن دیگر گروہ حاجیوں کے ساتھ باواجی اس وقت وادی عرب میں سفر کر رہے تھے اپنے ساتھیوں اور ہم سفروں کو ہمیشہ درشتی اور نرمی سے بہ اثناء سفر نیک ہدایات اور عبادات وغیرہ کی تاکید کرتے رہے۔ جیسا کہ تاریخ گورو خالصہ حصہ اول (گورمکھی) مولفہ بھائی گیان سنگھ جی گیانی کے صفحہ ۲۶۴ پر یہ لکھا ہے۔

"بابے جی نے اپنے ساتھیوں نوں آکھیا تسیں سچے حاجی نہیں اس راہ وچ مہر محبت اور خیرات کر دے جائیے تاں فیض پائیدا اے۔ جے حجت بازی اور مسخری کر دے جائیے تاں حاجی نہیں ہوندا۔"

جناب باباجی نے اپنے ہم سفر حاجیوں کو یہ کہا کہ آپ لوگ سچے حاجی نہیں ہو سکتے۔ اس پاک راہ میں اگر مہر و محبت اور خیرات کرتے جائیں۔ تو اللہ کے حضور سے صواب سے حصہ ملتا ہے۔ اور اگر برخلاف اس کے حجت بازی اور مسخری کرتے جائیں تو ثواب حج سے محرومی رہتی ہے۔ اگر وہ محض سیاحانہ پہلو ہی لیکر گئے تھے۔ تو ان کا یہ فرض نہیں تھا۔ اور اگر کہو کہ وہ محض جان بچانے کے لئے یوں حفظ ماتقدم کے طور پر کر رہے تھے تو میری رائے میں باواجی کی نیک فطرت اور راست بازی پر ایک گونہ حملہ کرنا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ باواجی کو ایسی کیا ضرورت تھی کہ وہ جائیں تو محض سیاحانہ رنگ میں اور راستہ میں باوجود ہندو یا سکھ ہونے کے ہم ردیف یا ہم سفر مسلمان مسافروں کو خواہ مخواہ ان کی مذہبی تبلیغ کرتے جائیں یہ سب باتیں مدنظر رکھکر ہمیں راست بازی ہی اعتراف ہے

کہ حضرت باواجی محض حج کے لئے مکہ شریف میں گئے تھے اور ایک صادق مسلمان کی حیثیت میں اس فریضہ سے سبکدوش ہو کر واپس آئے۔

چونکہ

سکھ قوم موحد ہے۔ اور یہ توحید پرستی محض باواجی کی خدا پرستی کا نتیجہ ہے۔ اس واسطے کیا یہ مناسب نہیں ہے۔ کہ اس عزم سفر حج اور ادائیگی فریضہ حج تسلیم کر کے باواجی کے کلمات توحید کو مقدم رکھکر اور ان روایات کو زیر بحث لاکر جن میں باواجی نے حضرت رسول اسلام کی تصدیق کی ہے۔ جیسا کہ شری گرنتھ صاحب آدھ چھوٹا سائز صفحہ ۱۳۰ پر درج ہے۔

پیر پیغمبر سالک شہد سے ور شہید
شیخ مشائخ قاضی ملاں در درویش رسید
برکت تنگی اگلے جو پڑھتے رہن درود

یعنی حضرت باواجی فرماتے ہیں۔ کہ جس قدر پیر پیغمبر سالک اور شہدا گذرے اور شیخ مشائخ اور قاضی و ملاں و درویش وغیرہ ہیں۔ وہی اللہ کے حضور بابرکت ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے رہے یا رہیں گے اللھم صلی علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید۔ اس کے علاوہ اور ملاحظہ ہو شری گرنتھ صاحب آد صفحہ ۲۹۷

اٹھے پہر لوندے رہن کھاون سندے سول
دوزخ پوندے کیوں رہیں جاں چت نہ آوے رسول

مطلب:- وہی لوگ ہر وقت مصائب میں مبتلا رہتے ہیں اور وہ کئی دکھ اٹھاتے ہیں۔ اور وہی لوگ اپنے آپ کو دوزخ کے سپرد کرتے ہیں۔ جو "رسول" کو یاد نہیں کرتے۔

اب صاف ظاہر ہے کہ در اصل حضرت باواجی کی زندگی اور کردار زندگی کا مطلب اور منشاء کیا تھا تعجب کی بات ہے کہ ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت باوا صاحب نے ہندو مذہب کی تجدید یا تنقید کی اور دوسری طرف یہ کہ باواجی ایک جدید مشن لیکر آئے ان دونوں باتوں کو چھوڑ کر باواجی رسول عربی کی تصدیق کرتے ہیں۔ دیگر کتب سماوی کی

نسبت صرف قرآن پاک کو مقدم کرتے ہیں۔ جیسا کہ جنم ساکھی بھائی بالا کے صفحہ ۱۴۴ پر درج ہے۔

توریت زبور انجیل ترے پڑھ سن ڈٹھے وید
رہی قرآن کتاب کل جگ میں پروار

جناب باواجی فرماتے ہیں کہ توریت، زبور، انجیل اور ویداں سب کو خود بھی پڑھا اور دوسروں سے بھی سنا مگر اس فیج اعوج کے زمانہ میں صرف قرآن پاک ہی نجات کا ذریعہ ہے۔ اور یہ موقع نکالکر تکلیف اٹھا کر آپ کاشی بانی کے تحت حج بھی کر آتے ہیں۔

آئے تو کسی اور کام کے واسطے تھے اور کوئی اور مشن لیکر اور کر دکھاتے کچھ اور ہیں یہ وہ معمہ ہے کہ مسلمانوں نے تو اس صورت میں حل کر دیا کہ در اصل باواجی خدا رسیدہ مسلمان تھے۔ اب سکھوں پر لازم ہے۔ کہ وہ بھی اپنے رنگ میں اس کی تنقید کر کے دکھلائیں یا پھر حضرت باوانانک رحمۃ اللہ نے جو عملی نمونہ حج کعبہ یا قرآن پاک کی تصدیق اور رسول عربی کی شہادت وغیرہ جو کچھ کیا ہے ان کے عمل پر قدم زن ہوتے ہوئے گورو صاحب کی نیک دعائیں اپنے حق میں لیں۔

بر رسولاں بلاغ باشد و بس

شذرات

کثرت ازدواج اور پرکاش

پرکاش اپنے ۲۳ اکتوبر کے پرچہ میں لکھتا ہے

"اسلام ایک مرد کے لئے چار بیویوں کی اجازت دیتا ہے۔ احمدی کہا کرتے ہیں۔ کہ اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ ہر ایک مرد لازمی طور پر چار بیویاں کرے۔ چار کی محض اجازت ہے اگر یہ دعوی ٹھیک ہے۔ تو چار کی اجازت انہیں لوگوں کے لئے ہو سکتی ہے۔ جو خواہشات نفسانی کی زنجیروں میں بری طرح پھنسے ہوں۔ ورنہ وہ لوگ جو مذہبی خیالات کے ہیں۔ اور جنہوں نے اپنے پیرووں کے آگے ایک آدرش امعیار رکھنا ہوتا ہے۔ اور جن کا دعوی ہے۔ کہ ان کو اپنی اندریوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پرقابو حاصل ہے۔ انہیں ایک سے زیادہ بیوی کی کسی حالت میں بھی اجازت نہیں ہو سکتی۔"

اگر پرکاش کے کلیہ کو تھوڑی دیر کے لئے درست مان لیا جائے۔ تو ہم ایڈیٹر صاحب پرکاش سے چند باتیں دریافت کرتے ہیں۔ ہمیں توقع رکھنی چاہیئے۔ کہ پرکاش کے ایڈیٹر صاحب اپنے دھرم سے وہی جواب دیں گے۔ جو ان کا ضمیر انہیں کہتا ہے۔ (۱) وہ جو ایک بہت بڑے رشی ہو گذرے ہیں جن کی ایک دو نہیں بلکہ ایک سو بیویاں تھیں کیا وہ آپ کے نزدیک مذہبی خیالات رکھتے تھے یا نہیں اور ان کی زندگی اوروں کے لئے معیار ہے یا نہیں (۲) مہارشی یاگولکیہ جن کا درجہ ویدک دھرمی رشیوں میں بہت ہی اونچا ہے۔ دو بیویاں رکھتے تھے۔ کیا آپ کی سرکار ان کو مذہبی آدمی گردانتی ہے۔ یا نہیں۔ (۳) شری کرشن جی مہاراج جنہیں سناتنی اوتار اور آریہ مہارشی کہتے ہیں۔ اور جن کے نام پر ایڈیٹر صاحب پرکاش کرشن نمبر نکالکر ہزاروں روپیہ اپنی جیب میں ہر سال ڈالتے ہیں۔ سناتنی تو ان کی ہزاروں بیویاں تسلیم کرتے ہیں۔ مگر آریہ بھی آٹھ سے کم نہیں مانتے اچھا بھائی اب انصاف سے کہیں کہ آپ شری کرشن جی مہاراج کی زندگی کو آدرش (معیار) مانتے ہیں یا نہیں اگر نہیں مانتے تو ان کے نام پر کرشن نمبر نکالکر لوگوں کو مغالطہ کیوں دیتے ہیں۔ ایک سے زیادہ بیویاں کرنے والے رشیوں کی تعداد ویدک دھرم میں بہت ہے۔ یہ تو مشتے نمونہ از خروارے ہے۔ بتلایئے کہ آپ کی سرکار ان مہارشیوں کے حق میں کیا فتویٰ دیتی ہے۔ کیا آپ جو [illegible] وغیرہ الفاظ ایک سے زیادہ بیویاں کرنے والے مسلم بزرگوں کے حق میں استعمال کرتے ہیں۔ وہی الفاظ ان مذکورۃ الصدر رشیوں کے حق میں استعمال کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو پھر ایسا بزدل انسان صحافت کے معزز پیشہ کے لئے موجب کلنک ہے۔ یا نہیں اور سب سے اول اسے اپنے اخلاق کی اصلاح کرنی چاہیئے۔ یا نہیں جواب وہی دیں جو آپ کا ضمیر کہتا ہے۔

سوامی وویکانند اور گوشت خوری

۲۳ اکتوبر کا پرکاش لکھتا ہے کہ "مہاتما گاندھی لکھتے ہیں کہ ایک نراش بھوجن بھائی جس نے اپنے ماس آہاری والدین کے مجبور کرنے پر بھی کبھی ماس نہ کھایا تھا لکھتا ہے۔ کہ سوامی وویکانند کی رائے پڑھ کر میرا عقیدہ ہل گیا۔ کیونکہ سوامی وویکانند نے اپنے دوستوں کو ماس کھانے کا آزادانہ مشورہ دیا ہے۔

سوامی دیانند اور گوشت خوری

۲۸ اکتوبر یا ۱۲ کاتک کا آریہ گزٹ لکھتا ہے۔ کہ ستیارتھ پرکاش کے ۱۵ سدھانتوں میں ماس (گوشت) و شرادھ کی ممانعت نہیں ہے۔ سوامی دیانند نے خود رائے بہادر مول راج و لالہ سائیں داس جی بھائی کو ادھیکار (گوشت کھانے کی اجازت) دیا تھا اور پرکاش میں مچھلی کے ٹھیکہ ہیڈ ہوگی کا اشتہار چھپا تھا۔"

مگر آریہ گزٹ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ سوامی دیانند صاحب تو ستیارتھ پرکاش دسواں ادھیائے صفحہ ۳۵۲ پر انسان کو انسان کے گوشت کھانے کی بھی نہایت گھناؤنی تعلیم ارشاد فرما گئے ہیں۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ آریوں کے نزدیک انسان کا گوشت تو حلال اور طیب ہو اور مرغی بکرے کا گوشت ناپاک ہو۔

وید اور سوامی دیانند

۲۸ اکتوبر یا ۱۲ کاتک کا آریہ گزٹ یجروید ۱۱۳ دھیائے کے ۳۰ منتر کا یہ ترجمہ کرتا ہے۔

"ہے جگدیشور (خالق) آپ کی کرپا (مہربانی) سے ہماری وید ودیا (علوم) کبھی نشٹ (ضائع) مت ہو اور ہم دھرم رہت (بے ایمان) پردھن (دوسرے کا مال) لینے والوں کا کبھی سنگ (ساتھ) نہ کریں۔ اور دھرم کی رکھشا (حفاظت) کریں۔" امر واقعہ یہ ہے کہ ویدک یہ پرارتھنا (دعا) بہت اچھی ہے ہر ایک خدا پرست اور دعا گو انسان اس دعا سے اتفاق کرے گا۔ مگر اس کا کیا علاج کہ سوامی دیانند جی مہاراج اس سے اتفاق نہیں کرتے کیونکہ سوامی دیانند صاحب موصوف ستیارتھ پرکاش اردو کے صفحہ ۳۳۵ پر لکھتے ہیں کہ خدا دعا کو قبول نہیں کرتا۔ ان کا یہ خیال ہے کہ دعا کے قبول کرنے سے ایشور کے انصاف میں فرق پڑتا ہے۔ فرق پڑتا ہے یا نہیں یہ دوسری بات ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ جو یجر وید کا منتر اوپر دیا گیا ہے وہ درست ہے۔ یا سوامی جی کا ارشاد یہ یقینی بات ہے کہ انہیں سے ایک ہی بات سچی ہو سکتی ہے۔ یا وید کی دعائی تعلیم اور یا پھر سوامی صاحب کا ارشاد اب آریہ صاحبان خود ہی فیصلہ کر کے بتلائیں کہ ہر دو میں سے کون سی تعلیم سچی اور قابل ترجیح ہے۔

آریہ سماج اور سیاست

بعض آریہ کہا کرتے ہیں کہ آریہ سماج صرف ایک مذہبی مومنٹ (تحریک) ہے۔ اسے سیاست یا ملک گیری سے کوئی سروکار نہیں مگر ہمیں ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ کا شکر گذار ہونا چاہیئے۔ جو پرکاش کے ایڈیٹر کی نسبت زیادہ صاف گو واقع ہوئے ہیں۔ آپ ۱۲ کاتک کے آریہ گزٹ میں لکھتے ہیں کہ:-

یہ آریہ سماج چکرورتی راج یعنی (عالمگیر سلطنت) کا طالب ہے

آریہ گزٹ یہ کہنے میں حق بجانب ہے کیونکہ ستیارتھ پرکاش اور آریہ [illegible] میں شری سوامی دیانند صاحب موصوف نے جا بجا چکرورتی راج حاصل کرنے کی ہدایت دی ہے۔

نکاح بیوگان اور آریہ سماج

۱۲ کاتک کا آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ:-

"دھواؤں کا مسئلہ سمجھنا بڑا آسان ہے۔ اگر نیت صاف ہو اور دل میں انصاف اور رحم کا مادہ ہو۔ تو دھواؤں کی مخالفت کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ ایک نوجوان عورت ودھوا ہو جاتی ہے۔ وہ اب شادی کرنا چاہتی ہے۔ تاکہ دنیا میں شانتی سکھ اور عزت کے ساتھ اس کا گذارہ ہو سکے۔ کیا اس کی اس خواہش کو رد کرنا شاستر کی آگیا کا پالن ہے۔"

آریہ گزٹ کی رائے بہت معقول ہے۔ بلاشبہ ایسی حالت میں بے چاری عورت کو دوسری شادی سے روکنا اس کی جان پر خطرناک ظلم کرنا ہے۔ اور یہ مصیبت عورت کے لئے ایسی خطرناک ہے۔ کہ گذشتہ زمانہ میں عورتیں اس مصیبت کے بدلے چتا میں زندہ جل جانے سے بھی دریغ نہیں کرتی تھیں۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ایک نوجوان عورت کے لئے رنڈاپا کس قدر جان گداز ہے۔ مگر سوال صرف یہ ہے کہ جو بیوہ کی دوسری شادی کی آریہ گزٹ نے تعلیم دی ہے۔ کیا خود بانیٔ سماج سوامی دیانند صاحب بھی اسے روا رکھتے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں وہ سوائے بال بدھواؤں کے دوسری سب بدھواؤں کے لئے نیوگ کی تعلیم دیتے ہیں پھر کیا ہر اخبار میں ایڈیٹر آریہ گزٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس طرح نکاح بیوگاں کے لئے زور دیتا ہے۔ کبھی نیوگ کے کرنے کرانے کے لئے بھی زور دیا ہے۔ حاشا وکلا اس سے صاف ظاہر ہے کہ خود آریہ بھائیوں کی فطرت اس امر کو تسلیم کرتی ہے کہ نیوگ ایک حیا سوز فعل ہے۔ اور برخلاف اس کے وہ ہوا دا جو کہ اسلامی اصول ہے ایک شریفانہ فعل ہے۔ جسے نیوگ کی نسبت آریہ سماجی بھی ترجیح دینے کے لئے مجبور ہیں۔ بولو اسلام کی جے

خوبی کس میں ہے آریہ سماج یا اسلام میں

۲۷/ اکتوبر کا پرکاش لکھتا ہے کہ:۔ "آریہ سماج اور آریہ سماج کی تعلیم میں خوبی کا سوال دنیا جانتی ہے۔ کہ خوبیاں آریہ سماج کی تعلیم میں ہیں یا اسلام کی تعلیم میں۔ خدا کو رسول کا محتاج ٹھہرانا اس کا آسمان پر (جس کی ہستی موہوم ہے) بیٹھا بتانا۔ بے گناہ جانوروں کی گردن پر خدا کے نام پر خنجر چلانا۔ ایک ایک آدمی کو چار چار عورتوں کی اجازت بمنزلہ حکم دینا۔ مردم پرستی۔ قبر پرستی پتھر پرستی۔ اور پیر پرستی۔ جزو ایمان قرار دینا۔ اگر یہ خوبیاں ہیں۔ تو یہ اسلام کو مبارک رہیں۔ آریہ سماج تو خالص توحید کی اور انصاف کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر الفضل کو اس خالص توحید کی خوبی میں کچھ نقص نظر آئے تو اس کی قسمت"

(۱) ہم خدا کو رسول کا محتاج اس رنگ میں ٹھہراتے ہیں جس رنگ میں آریہ سماج ویدوں اور ویدک رشیوں کا خدا کو محتاج ٹھہراتی ہے۔ (۲) بے گناہ جانوروں کی قربانی کے لئے صرف یہی لکھدینا کافی ہوگا۔ کہ اس کے لئے آپ ستیارتھ پرکاش کا صفحہ ۲۱۱ اور ۱۱۳ ادھیائے کی ۱۴ دفعہ کو دیکھیں جس میں سوامی دیانند صاحب لکھتے ہیں۔ کہ قربان گاہ کے بنانے اور سوختنیاں قربانیاں چڑھانے کا ذکر ہونے سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ بائبل ویدوں سے بائبل میں گئی ہیں"۔ (۳) اسلام میں چار تک عورتیں کرنے کی اجازت ہے حکم نہیں۔ تعداد ازدواج کے متعلق ہم اسی اخبار میں کسی جگہ ویدک رشیوں کا طرز عمل پیش کر چکے ہیں۔ اسلام پر اعتراض کرنے سے قبل اڈیٹر صاحب پرکاش کو پہلے ان ویدک رشیوں کا دامن پاک کرنا چاہیئے۔ (۴) اسلام میں پیر پرستی، مردم پرستی اور پتھر پرستی کی کوئی تعلیم نہیں بلکہ ان کی سخت مخالفت ہے۔ اور ایسی پرستشیں گناہ کبیرہ میں داخل ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ قل ھو اللہ احد۔ اللہ الصمد۔ لم یلد۔ ولم یولد۔ ولم یکن لہ کفوا احد ط

مطلب:۔ تو کہدے اللہ ایک ہے۔ اللہ کے سب محتاج ہیں، وہ کسی کا باپ نہیں ہے۔ اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔ اور کوئی بھی نہیں اس کے جوڑ کا رشتہ میں"۔

ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالئے

کیا آریہ سماج ویدوں سے کوئی ایسا منتر توحید کے لئے پیش کر سکتا ہے۔ جیسے میں نے اوپر قرآن پاک کی مطہر تعلیم کو پیش کیا ہے۔ اگر ہے تو بہ فحوائے اس آیت شریفہ "ھاتو برھانکم ان کنتم صادقین" اگر تمہارے پاس سچائی ہے تو اس کو ظاہر کرو۔

کیا وہ مذہب بھی توحید کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ جو خدا کے ساتھ روح اور مادہ کو بھی شریک ٹھہراتا ہے۔ کیا وہ مذہب بھی اسلام کے سامنے آنے کا دم بھر سکتا ہے۔ جس کی کتاب مقدس (ستیارتھ پرکاش) کے صفحہ ۲۵۳ پر درج ہے کہ اگر انسان انسان کا گوشت کھائے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں"۔ کیا وہ مذہب بھی اسلام کے مقابلہ میں آنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ جس کی پاک کتاب میں نیوگ جیسا شریفانہ مسئلہ درج ہو۔ اور جس مسئلہ کی شرافت کا خود آریہ سماج پر یہ اثر ہو کہ وہ اپنے اس مسئلہ عقیدہ کو پرے پھینک کر اسلامی اصول نکاح بیوگاں کی بناء لے واہ واہ ان خوبیوں کے کیا کہنے آریہ سماج کے اس استقلال یا کچھ اور کو دیکھکر بے ساختہ یہ کہنا پڑتا ہے ؎

بت کریں آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

دروغ گو را حافظہ نباشد

۲۴/ اکتوبر کا پرکاش لکھتا ہے کہ "آریہ سماج کی پھوٹ بھی گو قابل افسوس ہے لیکن اس کی بنیاد لایخ پر نہیں۔ بلکہ سدھانتوں (اصولوں) کے اختلاف پر ہے۔ (صفحہ ۷) مگر اس اخبار کے صفحہ ۸ پر آپ فرماتے ہیں۔ "آریہ جاتی اس وقت بچھوڑے کا شکار ہو رہی ہے۔ بھائی سے بھائی بچھڑ رہا ہے کس کر تو یہ ذرخش یا اصولوں پر نہیں بلکہ آپس کے ایرشا دوشیں (ذاتی بغض اور کینہ) کے سبب"۔ کیا پرکاش کے با اصول اڈیٹر الف ہر دو متضاد باتوں کو تطبیق دیکر دکھلا سکتا ہے۔

جناب گاندھی جی اور جانوروں کی ہلاکت

احمد آباد میونسپل کمیٹی نے آوارہ کتوں کے مارنے کا حکم دیا تو ایک ہندو سبھا نے مہاتما جی سے کہا کہ آپ اہنسا کے حامی ہیں۔ اس تجویز کی مخالفت کریں۔ آپ نے کہا کہ ان کتوں کو گولی سے مارنا چاہیئے کیونکہ ان کی بیماری آدمیوں میں پھیلتی ہے۔ اس کے بعد ساٹھ کتے گولی سے ہلاک کر دیئے گئے"۔

اب وہ لوگ جو آئے دن اہنسا پر مودھرم کی رٹ لگایا کرتے ہیں۔ انہیں ٹھنڈے دل سے جناب گاندھی جی مہاراج کے اس فیصلہ پر غور کرنا چاہیئے۔ جو اس بات کے حامی ہیں کہ موقع آنے پر ادنیٰ چیز اعلیٰ پر قربان کی جانی چاہیئے۔ اگر اس سوال کو زیادہ وسیع کیا جائے۔ اور ٹھنڈے دل سے سوچا جائے۔ تو نہ صرف مسلمانوں کے گوشت خوری کا عقیدہ ہی حل ہو سکتا ہے۔ بلکہ جو لوگ گائے (حیوان) کے بدلے انسان پر بھی تشدد کرنے سے نہیں چوکتے ان کی اس ذہنیت کی بھی اصلاح ہو سکتی ہے۔

کیا ہون موسم سرما کے ساتھ وابستہ ہے

۲۱/ اکتوبر کا آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ "سردی کا موسم آگیا ہے۔ پرتیک آریہ سماجی اپنے گھر میں سوادھیائے۔ سندھیا اور ہون کے لئے ویشیش ستھان نیت (مقام مقرر) کرے۔ اور پریم پوروک وہاں آسن پر بیٹھکر پہلے ہون کرے۔ پھر پریم پوروک (محبت سے) سندھیا میں مگن ہو"۔

کیا ہون سرد موسم کے ساتھ وابستہ ہے۔ اگر یہ موسم سرما کے ساتھ ہی تعلق رکھتا ہے۔ جیسا کہ آریہ گزٹ کے اس نوٹ سے ظاہر ہے۔ تو آریہ سماج کے اصولوں کی قدر و قیمت کسی مزید تشریح کی محتاج نہیں رہ سکتی۔ اگر ہون کی تپش آریہ لوگوں کو موسم گرما میں یہ فرض ادا کرتے ہوئے انہیں روکتی ہے تو آریہ سماج کے اس اصول یا آریہ سماج کے اس طریق کار کی خامی میں کوئی شبہ نہیں رہ سکتا۔ ر خواہ کتنی ہی سردی کیوں نہ ہو لیکن کبھی صبح کی نماز مسلما

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو معاف نہیں ہو سکتی۔ مگر دوسری طرف آریہ سماج کے اصول ہیں۔ جو موسم کے لحاظ سے اپنی مرضی کے مطابق ادہر ادہر ہو سکتے ہیں۔ اسی سے ان اصولوں کی قیمت ظاہر ہو سکتی ہے

ہندو کی تعریف

پنڈت موتی لال نہرو نے ۲۴ اکتوبر رات کو ۹ بجے باغ بیرون موری دروازہ (لاہور) لالہ دنی چند صاحب کے زیر صدارت لیکچر دیتے ہوئے کہا کہ:

"میں ویدوں کو الہامی نہیں مانتا لیکن میں اس کے اصول کو مانتا ہوں اور میں ایسا ہی ہندو ہوں جیسا کوئی دوسرا ہو سکتا ہے۔ میرے نزدیک ہندو مذہب بہت وسیع ہے۔ اس میں ملحد بت پرست اور موحد ہر فرقے کے اور ہر عقیدے کے لوگ شامل ہیں۔ . . . . . بلکہ میں تو یہاں تک بھی کہتا ہوں کہ اگر مسلمان تاریخ کی حیثیت سے ہندوستان میں داخل نہ ہوتے تو وہ اپنے موجودہ عقاید کے ساتھ ہی ہندو مذہب کے وسیع حلقہ میں شامل ہو سکتے تھے۔" (روزانہ زمیندار ۲۹ اکتوبر)

مطلب یہ ہے کہ ہندو مذہب کی کوئی جامع تعریف کرنے سے ہندو لیڈر عاجز ہیں۔ درحقیقت ہمارے نزدیک موجودہ صورت میں ہندو لفظ کا مفہوم ایک بے معنی لفظ کا مترادف ہے موم کی ناک سے بڑھ کر زیادہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا جو اپنے موقع ومحل کے لحاظ سے ہر طرف پھیرا جا سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انصاف پسند تعلیم یافتہ ہندوؤں کی نظروں میں

۱۰ اکتوبر کو مسٹر ایس آر داوید بی اے بیرسٹر ایٹ لا پروفیسر مہاراج کالج میسور نے مسلم طلباء ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام تقریر کی اس تقریر کے بعض دلچسپ حصے ناظرین نور کی دلچسپی کے لئے درج ذیل ہیں۔

تعلیم کی معقولیت

"حضرت نبی کریم صلعم بلاشبہ نسل انسانی میں سے عظیم الشان انسان تھے۔ اور اگر آپ مجھ سے پوچھیں۔ کہ تم کو نبی اکرم کی زندگی میں کس بات نے خصوصیت سے اپیل کیا۔ تو میں کہونگا کہ وہ آپ کی تعلیم کی معقولیت تھی جس نے شروع شروع میں مجھ پر گہرا اثر کیا۔

آنحضرت کا سب سے بڑا معجزہ

مذاہب مختلفہ اپنے اپنے پیغمبروں کے معجزات کے متعلق بر سر پیکار ہیں لیکن اعجاز نمائی آج کل انہی لوگوں کو اپیل کرتی ہے۔ جن کا ایمان اس قدر بودا اور کمزور ہے۔ کہ انہیں مصنوعی امداد کی ضرورت ہے۔ لیکن نبی کریم صلعم نے نہایت دانشمندانہ طور پر تمام معجزات سے احتراز کیا۔ اور صرف اپنی زندگی کو ہی سب سے اعلیٰ وارفع معجزہ پیش کیا۔ پھر قرآن کریم کی اعجازی تعلیمات کو پیش کیا۔ جس نے لکھوکہا انسانوں کی زندگیوں کی نسلاً بعد نسلٍ اصلاح کی۔ لیکن قطع نظر ان تمام معجزات کے جو اہم اور عظیم الشان معجزہ مجھے آپ کی زندگی میں نظر آتا ہے۔ وہ عملی اصلاح خلق ہے جو آپ نے اپنی زندگی ہی میں نا امید افزا اور ناخوشگوار حالات کے اندر سرانجام دیدی۔

آپ کا حلم

غرضیکہ جس معاملہ میں آپ قدم اٹھاتے ہیں۔ وہ نہایت قابل تعریف وستائش نظر آتا ہے۔ مطالعہ تاریخ سے واضح ہوتا ہے۔ کہ ابتدا میں اگر آپ کو اپنے دشمنوں کے دفاعی حملوں کو روکنے کے لئے کسی قدر سختی سے کام لینا پڑا۔ تو بعد میں جبکہ وہ دشمن مفتوح ہو گئے۔ آپ نے کمال حلیمانہ بردباری سے کام لیا۔ آپ کی زندگی میں ہمیں آپ کی حلیمی و بردباری اور تحمل و برداشت کی ایسی ایسی نظیریں ملتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بردباری اور تحمل سے کسی طرح کم قرار نہیں دی جا سکتیں۔ . . . . .

. . . . . میں اس امر کو ضروری سمجھتا ہوں کہ میں وہ تمام مثالیں بیان کروں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم بنی نوع انسان کے ساتھ کیسی محبت وشفقت کا سلوک رکھتے تھے نہ صرف بنی نوع انسان تک ہی آپ کی شفقت ومحبت محدود نہ تھی۔ بلکہ عالم حیوانات تک اس محبت وشفقت کا حلقہ وسیع تھا۔ اگر ہم یہ کہیں کہ آپ خلوص اور محبت کا سرچشمہ تھے۔ تو بیجا نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کا ثبوت ہم کو آپ کے مختلف کاموں سے ملتا ہے۔ بے شمار امور کے اندر آپ کا انصاف وعدل۔ آپ کا ترحم "ولطف آپ کی سخاوت ومروت صاف صاف چشم بینا کو نظر آجائیگی جس طریقہ پر آپ نے اپنے دشمنوں سے برتاؤ کیا جس تلطف وترحم کے ساتھ آپ ان سے پیش آئے۔ آپ کی زندگی کے مطالعہ کرنے والوں پر مبرہن ہے۔ ایک غیر متعصب شخص آپ کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آپ کا حلم اور بردباری اور وسعت قلبی بے نظیر ہی تھی!"

مساوات

"مذہب اسلام کا دوسرا امتیاز خصوصی اس کی حریت ومساوات ہے۔ جس کی تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے برابر اور یکساں ہے۔ ایک مسلمان جبکہ کسی دوسرے مسلمان کو حقارت و استکبار اور استحقار کی نظر سے دیکھتا ہے۔ تو وہ اس حد تک مسلمان نہیں رہتا۔ اسلام کی اس ضروری خصوصیت کی مثال آپ کو اکثر مواقع پر مل سکتی ہے۔ یا بعض نماز کے اندر ہر ایک اعلیٰ دنیوی حیثیت کا شخص ایک ادنیٰ شخص کے پہلو بہ پہلو کھڑا ہوتا ہے۔ ایک جامع مسجد کے اندر ہزارہا نفوس ایک صف میں بلا امتیاز ایک ہی خدائے بزرگ کی عبادت میں سربسجود ہوتے دیکھکر ایک موثر نظارہ آنکھوں کے سامنے آتا ہے۔ یہ اس اندرونی محبت کا نظارہ ہے جو آنحضرت صلعم نے ہزارہا متبعین کے دلوں کے اندر پیدا کیا ہے!"

اب ایک دوسرے صاحب

پروفیسر بابو ایشوری پرشاد نے "تاریخ ہند اور قرون وسطیٰ" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں آپ اسلامی مساوات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اسلام ایک ایسی برادری ہے۔ جس میں اعلیٰ وادنیٰ اور امیر وغریب سب برابر ہیں۔ اور اس میں افراد کی ایک جماعت کو دوسری جماعت سے جدا رکھنے کے لئے کوئی مصنوعی دیواریں موجود نہیں ہیں ایک شخص جو اسلام قبول کر لیتا ہے۔ ایک ایسی برادری میں شامل ہو جاتا ہے۔ جو ایک انسان سے دوسرے انسان سے کوئی امتیاز نہیں۔ اور جو سب کو برابر کے حقوق دیتی ہے۔ یہ مسلمانوں کے لئے طاقت وقوت کا ایک ایسا ذریعہ تھا۔ جس سے وہ اخوت اور مساوات کے رشتے میں باہم جکڑے ہوئے ہیں۔ اور اپنے مشترک مفاد کی حفاظت کے لئے باہم متفق ومتحد ہو جاتے تھے۔"

اسلام کا اثر ہندو تمدن پر

اسلامی فتوحات نے مختلف ریاستوں اور سلطنتوں کے بجائے جو ہمیشہ باہم دست وگریبان رہا کرتی تھیں ایک شہنشاہی اتحاد قایم کر دیا اور لوگوں کو یہ سکھایا کہ وہ ملک کے اندر ایک واحد حکمرا ں کا اتباع کریں۔ اس نے ہماری قومیت کے ذخیرہ میں روح اور سرگرمی کے اجزا کا اضافہ کیا۔ اور ایک ایسی نئی تہذیب کا رواج دیا۔ جو ہر طرح سے مستحق ستائش ہے۔ مسلمانوں کے رسوم وعادات نے اونچی ذات کی ہندوؤں کی رسوم وعادات کو بہت کچھ ابھارا۔ اور جو لطافت ونزاکت کہ ہماری موجودہ سوسائٹی میں پائی جاتی ہے وہ زیادہ تر انہی کا طفیل ہے۔ مسلمانوں نے ملک کے اندر ایک نئی زبان رائج کی جو اپنے اندر ایک حیرت انگیز ادبی ذخیرہ رکھتی ہے۔ انہوں نے شاندار اور خوبصورت عمارات تعمیر کرا کے ہندوستان کے فن تعمیرات میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضروری اطلاع

ان دوستوں کا سال جن کے اسما معہ نمبر خریداری درج ذیل ہیں۔ اخیر دسمبر تک ختم ہوتا ہے

نمبر	نام	رقم
۳۲۱	شیخ غلام حیدر صاحب	۲/ہے
۳۲۲	بابو فقیر علی صاحب احمدی	۲/ہے
۳۲۳	مولوی عبد القیوم صاحب	۲/ہے
۳۲۴	جناب سراج الدین صاحب	۲/ہے
۳۲۵	شیخ محمد عبد اللہ صاحب	۲/ہے
۳۲۶	مولوی علی احمد صاحب	۲/ہے
۳۲۶	مولوی محمد موسیٰ صاحب	۲/ہے
۳۲۷	ملک نصیر احمد صاحب	۲/ہے
۳۲۸	ماسٹر سردار شاہ صاحب	۲/ہے
۔	ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب	۲/ہے

ان سب کے نام یکم دسمبر کو وی پی ہوں گے۔ اگر کسی صاحب کو کسی وجہ سے آئندہ سال کے لئے نور کا ساتھ دینا منظور نہ ہو تو ۲۵ ر دسمبر سے پہلے پہلے دفتر نور میں اپنے ارادہ سے ضرور اطلاع دیدیں جو دوست نور سے جدائی اختیار کرتے ہیں۔ اگرچہ ان پر ایک گونہ افسوس تو ضرور ہوتا ہے۔ کہ وہ نور جیسے مجاہد اور غازی پرچہ جو تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کا واحد ذریعہ ہے۔ کے لئے تین روپیہ سال کی تھوڑی رقم بھی قربان نہیں کر سکتے۔ مگر ان لوگوں کی بے اعتنائی کا کیا کہنا جو باوجود پیشتر اطلاع ملنے کے بھی خاموش رہتے ہیں۔ اور وقت پر وی پی واپس کرکے دفتر نور کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا یہ اخلاقی گناہ ناقابل عفو ہے۔ اگر وہ ایک مجاہد پرچہ کی اعانت نہیں کر سکتے۔ تو نقصان پہنچا کر حوصلہ شکنی کیوں کریں۔

نمبر	نام	رقم
۲۷	خانبہادر شیخ محمد حسین صاحب	۲/ہے
۳۵	سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب	صہ/
۳۳	منشی عبد العظیم صاحب	۲/ہے
۳۷	جناب محمد شریف خانصاحب	۲/ہے
۳۸	شیخ عبد الحمید صاحب	۲/ہے
۳۹	میرزا ظفر اللہ بیگ صاحب	۲/ہے
۴۰	جناب محمد احسان الحق صاحب	صہ/
۴۱	سید محی الدین احمد صاحب	صہ/
۴۲	مولوی احمد علی صاحب	صہ/
۴۳	منشی کرم علی صاحب	۲/ہے
۔	ای عبد القادر صاحب کمٹی	۲/ہے
۵۶	سرور زبیر بہادر خانصاحب	۲/ہے
۵۸	صوبیدار میجر خانبہادر سعد اللہ خانصاحب	صہ/
۵۹	جناب امیر عالم صاحب	۲/ہے
۶۴	منشی غلام حیدر صاحب	۲/ہے
۱۰۲	سید محمد عقیل صاحب	۲/ہے
۱۰۳	جناب میاں محمد شریف صاحب ای۔ اے سی	صہ/
۱۰۴	منشی محمد اشرف خان صاحب	صہ/
۱۰۶	خانزادہ امیر اللہ خاں	۲/ہے
۱۰۷	سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ	۲/ہے
۱۰۹	چودہری عبد الحکیم خانصاحب	۲/ہے
۱۱۰	جناب منشی غلام قادر صاحب	۲/ہے
۱۱۱	میر اسحاق علی صاحب	۲/ہے
۱۱۷	ڈاکٹر محمد الدین صاحب احمدی	۲/ہے
۱۱۹	مولوی عبد الرشید صاحب	۲/ہے
۱۲۰	مولوی سید وزارت حسین صاحب	۲/ہے
۱۲۱	مستری حاکم الدین صاحب	۲/ہے
۱۲۲	جناب سردار حسین شاہ صاحب	۲/ہے
۱۲۳	سید عباس علی شاہ صاحب	۲/ہے
۱۲۴	جناب پیر اکبر علی صاحب	صہ/
۱۲۵	چودہری حسن محمد صاحب	۲/ہے
۱۲۶	چودہری امیر علی صاحب	۲/ہے
۱۲۷	ملک عزیز احمد صاحب	۲/ہے
۱۳۶	جناب عبد الغنی صاحب	۲/ہے
۱۳۵	ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب	۲/ہے
۱۵۵	جناب اللہ جوایا ظہور احمد صاحب	۲/ہے
۱۳۳	جناب ڈاکٹر محمد عباد اللہ صاحب	۲/ہے
۲۱۲	جناب الطاف حسین خان صاحب	۲/ہے
۲۱۳	بابو عبد الحق صاحب	۲/ہے
۲۱۴	ایم ممتاز علی صاحب	۲/ہے
۲۱۵	سید امداد حسین شاہ صاحب	۲/ہے
۲۱۶	جناب خداداد خانصاحب	۲/ہے
۲۱۷	میاں محمد زماں صاحب	۲/ہے
۲۱۸	ڈاکٹر محمد اشفاق صاحب	۲/ہے
۲۱۹	جناب احمد دین صاحب	۲/ہے
۲۲۰	منشی ابراہیم صاحب	۲/ہے

ایک اور ضروری اطلاع

یہ دوست جن کے نام معہ نمبر خریداری[×] کے نیچے درج کئے جاتے ہیں۔ ایک ایک دو دو مرتبہ نور کا وی پی بدا مانت کہوا کر واپس کرچکے ہیں۔ اور میں اب تک حسن ظنی سے یہی سمجھتا ہوں کہ درحقیقت ان دوستوں کا منشار وی پی وصول کرنے کا تھا۔ مگر وقت پر قیمت میسر نہ آنے یا بھول جانے یا کسی اور وجہ سے وی پی واپس ہوئے۔ ورنہ یہ کس دوست سے توقع ہوسکتی ہے۔ کہ وہ جان بوجھ کر نور جیسے مجاہد اور غازی پرچہ کا وی پی واپس کردے۔ جو تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کا واحد ذریعہ ہے۔ اب ان دوستوں کے نام یکم دسمبر کو انشاء اللہ وی پی ہوں گے اور مجھے قوی توقع رکھنی چاہیئے۔ کہ یہ دوست اس مرتبہ ضرور نور ایسے مجاہد اور غازی پرچہ کا وی پی وصول فرما کر خاکسار منیجر نور کو خصوصیت سے دعا اور شکریہ کا موقع دیں گے۔ باوجود نور کو تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کا واحد ذریعہ مانتے ہوئے اگر پھر بھی کسی صاحب کو نور کا وی پی وصول کرنے میں کچھ تامل ہو تو وہ صاحب ۲۵ دسمبر تک ایک کارڈ کے ذریعہ اور اگر پوسٹ کارڈ پر بھی دو پیسے خرچ کرنا دوبھر سمجھیں تو پھر بیرنگ خط کے ذریعہ اطلاع دینا ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔ تاکہ نور جس کا فنڈ پہلے ہی کمزور ہے۔ وی پی کے خواہ مخواہ کے اخراجات سے بچے۔

نمبر	نام	رقم
۔	چودہری حیات محمد صاحب	۴/ہے
۲۱	جناب محمد گلن خان صاحب راجپورہ	۴/ہے
۵۹	جمعدار محمد خان صاحب	۴/ہے
۔	جناب خانبہادر میرزا غلام صمدانی خاں	۴/ہے
۳۵	منشی محمد مولیٰ خان نائب صدر قانونگو	۴/ہے
۸۲	ملک سردار خان صاحب احمدی	۴/ہے
۱۹۲	جناب حمز اللہ خانصاحب	۴/ہے
۱۸۱	شیخ محمد ابراہیم صاحب	۴/ہے
۱۸۹	جناب محمد یٰسین خان صاحب	۴/ہے
۱۱۲	شیخ منظور علی صاحب	۴/ہے
۔	چودہری محمد عبد اللہ صاحب	۴/ہے
۱۳۵	چودہری اشتاق احمد صاحب	۴/ہے
۱۳۳	اخوند زادہ محمد اکبر خان صاحب	۴/ہے
۱۱۵	مسٹر عبد السلام صاحب سوداگر	۶/ہے
۱۰۱	بابو عبد الحق صاحب راماں	۶/ہے
۲۱۰	سید بشارت احمد صاحب	۱۰/ہے
۲۲	اخوند زادہ محمد افضل خانصاحب	۶/ہے
۱۶۳	شیخ اصغر علی صاحب ہیڈ کلرک	۶/ہے
۱۱۸	جناب حکیم ابراہیم صاحب ولد حکیم احمد دین صاحب	۶/ہے
۲۱	سید ضیاء الحق صاحب بی۔ اے	۴/ہے
۲۱	جناب غلام حسین خانصاحب	۶/ہے
۳۰	جناب ہدایت علی صاحب	۴/ہے
۵۲	مولوی فیروز الدین خان بی۔ اے	صہ/
۵۴	چودہری غلام حیدر صاحب نمبردار	۴/ہے
۔	جناب شیخ حسن صاحب احمدی	صہ/
۳۴	شیخ اللہ بخش صاحب احمدی	۴/ہے

× یہ خریداری نمبر پرانے ہیں جو دوستوں کو بخوبی یاد ہوں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا جھوٹ بولنا جائز ہے

دیدہ و دانستہ رحم کی نظر سے جھوٹ بولنے میں سورگ سے نہیں گرتا۔ منوسمرتی ۸/۱۰۴ (منوشاستر ادھیائے ۸ اشلوک ۱۰۴)

(خاکسار) بموجب تعلیم مذکورہ بالا کیسا ہی سچا مقدمہ ہو اور اس میں سچ بولنے سے کسی کو نقصان پہنچتا ہو یا اوس کو سزا ہوتی ہو۔ تو اپنے دل میں رحم کا تصور کرکے چاہے جیسا جھوٹ بول دے۔ وہ شخص جھوٹ بولنے والا سورگ سے محروم نہیں ہوگا یعنی نیچے نہیں گرے گا۔ کیا اچھی تعلیم ہے۔

جہاں سچ بولنے سے براہمن کھشتری ویش ... قتل ہوتا ہو وہاں جھوٹ بولنا سچ سے بھی زیادہ اچھا ہے۔ (منوشاستر ادھیائے ۸ شلوک ۱۰۴)

(خاکسار) ملاحظہ کیجئے اس اشلوک میں کیسی صاف صاف جھوٹ بولنے کی احکام موجود ہیں۔ کیا ایسی احکام کو دیکھتے ہوئے کوئی شخص سچ بولنے کی کوشش کریگا۔ ہرگز نہیں۔ کیا وہ مذہب جسمیں جھوٹ بولنے کے کھلم کھلا احکام اور تعلیم موجود ہو۔ وہ عالمگیر اور خدائی دین ہوسکتا ہے۔ چونکہ جھوٹ بولنا ایک بھاری گناہ ہے۔ اور وہ بموجب احکام منوشاستر کے اگر بولا جاوے تو انسان ضرور گنہگار ہوگا جس سے معلوم ہوگیا کہ منوشاستر کی تعلیم انسان کو گنہگار بنانے والی ہے۔ خدا ایسے گناہوں سے اہل اسلام کو محفوظ رکھے اور جو جھوٹ بولنے کو اچھا اور نفع آور سمجھیں خدا اون کو ہدایت کرے۔

اگلے زمانہ میں بنیش رشی کے چھوٹے بھائی نے ان کو عیب لگایا، ور بنیش رشی نے اپنی صفائی کے لئے آگ کو اٹھایا لیکن تمام دنیا کے نیک و بد جاننے والی اگنی نے رشی کا ایک بال بھی نہ جلایا۔ منوشاستر ادھیائے ۸ اشلوک ۱۱۶

(خاکسار) کیا اچھی تعلیم ہے۔ آگ بھی تمام دنیا کے نیک و بد کو جانتی ہے۔ اور طرفہ یہ کہ بقول سوامی دیانند جی بصورت موجودہ تو انسان آگ سے ضرور جل جائے گا۔ پہلے زمانہ میں ایسا ہوتا ہوگا۔ یہ بات قابل تسلیم نہیں ہے یہ تو جاہلوں کے سمجھانے کی باتیں ہیں کیا پہلے خدا ایسا کرتا تھا۔ اور وہ اب کیوں نہیں کرتا لہذا یہ بات قابل تسلیم نہیں۔ سادہ لوحوں کے بہکانیکو یہ باتیں من گھڑت تحریر کردی ہیں۔ ایسی باتوں کو کوئی عقل مند نہیں مان سکتا۔

اگر شودر یعنی جاہل خدمت گار عالم سپاہی اور بیوپاری سے سخت کلامی سے پیش آوے۔ تو اس کی زبان چھید کر دینے کے لائق ہے۔ (منوشاستر ادھیائے ۸ شلوک ۲)

(خاکسار) شاستر میں شودر کے ساتھ کس درجہ سختی کی گئی ہے۔ اور کیسی انوکھی تعلیم دی گئی ہے۔ کہ وہ اگر سخت کلامی کرے تو اوس کی زبان میں چھید کیا جائے۔ یہ سب تحریر طرفداری کی ہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ شاستر کسی شودر قوم کے دشمن نے بنایا ہے۔ اور ملاحظہ کیجئے خدا کی کتاب کے احکام ایسی طرفداری سے بھرے ہوئے نہیں ہوسکتے

جو شودر (ادنےٰ ذات برہمن سے نیچ) ایسا باآواز بلند براہمن وغیرہ کے نام اور ذات کو کہے تو اس کی منہ میں بارہ انگل کی آہنی میخ جلتی ہوئی ڈالنا چاہیئے۔ (منوشاستر ادھیائے ۸ اشلوک ۲۷۱)

(خاکسار) ناظرین شودر کے جرم اور پھر اس سخت سزا کو دیکھنا چاہیئے۔ یہ سزائیں شودر کے سوائے براہمن اور کھشتری اور ویش کو نہیں رکھی گئیں ہیں۔ یہ سب تحریر طرفداری کی ہے۔ اور کسی بندہ کی تراشی ہوئی ہے۔ جو شودروں کا دشمن ہے۔ خدا کو ایسی کیا دوستی براہمن، ویش اور کھتری کی منظور ہے۔ کہ ان کے ساتھ ہر معاملہ میں رعایت اور شودروں سے دشمنی کرے۔ یہ باتیں ہرگز قابل تسلیم نہیں ہیں۔ سادہ لوحوں کے بہکانے کو ایسی باتیں شاستروں میں تحریر کردی ہیں۔ جو خود مساوات حقوق دیتی ہیں۔

آریہ دوستو! مذہب اسلام کے مسائل پر غور کرو کل مسلمانوں کے حقوق اور سزا اور عبادت برابر ہے کسی میں ذرہ برابر فرق نہیں۔ اور ایسی باتوں سے تو خدا طرفدار ہو جاتا ہے۔ ارے پڑھو شودر ہو غالب کا یہ شعر

زندگی اپنی جب اس رنگ سے گذری غالب
ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے

منشی محمد داؤد خان نارسٹ از مقام سرائے ترین محلہ نواب خیل بلدہ سنبھل ضلع مراد آباد

شودر سے دولت لیلو

آنکھوں پہ اختیار ہے اچھا نہ روؤنگا
کچھ آپ میرے دل کو بھی سمجھا جاتے ہیں

مالا پہننا عطر لگانا اور کپڑا اور زیور پہننا و ٹھٹھا دل لگی وغیرہ کرنا اور ایک چارپائی پر بیٹھنا یہ سب سنگرہن کہلاتا ہے اس بات کو منو وغیرہ رشیوں نے کہا ہے منوشاستر ۸/۳۵۷

اس جگہ منوشاستر کی تعلیم نہایت فحش ہے۔ اس لئے وہ یہاں درج نہیں کی گئی جس صاحب کو زیادہ تحقیق منظور ہو تو وہ اصل کتاب سے دیکھ لے۔

سوائے برہمنوں کے اور ذات کو سنگرہن کے عوض قتل کی سزا دینا چاہیئے۔ منوشاستر ۸/۳۵۹

(خاکسار) کیا مہذب تعلیم ہے اور برہمنوں کیلئے کیسی محبت اور کس درجہ سہولت ہی بمقابلہ اور قوموں کے کردی گئی ہے یہ سراسر طرفداری کی تعلیم نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

اپنی ذات سے اونچی ذات کو چاہنے والی کنیا (عورت) تھوڑا بھی ڈنڈ نہیں پا سکتی اور اپنی ذات سے نیچ ذات کو چاہنے والی کنیا کو گھر میں باندھ کر رکھنا چاہیئے۔ منوشاستر ۸/۳۶۵

(خاکسار) نیچ ذات کی کیسی تحقیر کی گئی ہے۔ اور اونچی ذات کو اچھا سمجھا گیا ہے۔

ویشیہ کا کام کھیتی کرنا اور سود لینا اور چارپایہ کی پرورش کرنا ہے۔ ان سب کاموں کو ویشیہ سے کراوے براہمن اور کھشتری اور ویشیہ کی سیوا شودروں سے کراوے (منوشاستر ۸/۴۱۰)

برہما نے شودروں کو براہمن کی خدمت کے واسطے پیدا کیا ہے۔ اس واسطے خواہ شودروں کو خریدا ہو یا ملازم ہو خواہ نہ ہو اس سے کام برابر لینا چاہیئے منوشاستر ۸/۴۱۳

(خاکسار) شودروں کے اوپر کیا ظلم ڈھایا ہے کہ خواہ وہ ملازم ہو یا نہ ہو کام اس سے ضرور لینا چاہیئے۔ انصاف اور سچائی کے یہی معنی ہیں۔

براہمن داس شودر سے دولت لیلیوے اس میں کچھ بچار نہ کرے کیونکہ وہ دولت کچھ اوس کی کچھ ملکیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں ہے۔ وہ بے زر ہے۔ وہ جو دولت فراہم کرے۔ اس دولت کا مالک اوسکا سوامی ہے۔ منوشاستر ۸ ۴۱۶

(خاکسار) اس اشلوک میں روپیہ لینے کا تو ورسے حکم ہے کہ دولت لینے میں کچھ بچار نہ کرے۔ کیا منصف مزاجی ہے

عورت صورت و عمر کا لحاظ نہیں کرتی
مرد بدصورت ہو یا خوبصورت لیکن مردمی رکھتا ہو۔ اسی سے بھوگ کرتی ہیں۔ منوشاستر ۹/۱۴

سیج کا پلنگ اور بیٹھنے کا آسن سجاوٹ کے واسطے وغیرہ کا وہم بناتا ہے۔ اور مزاج میں بخنی اپس میں حسد اور برے آچار منو جی نے عورتوں کے گن بیان کئے ہیں۔ منوشاستر ۹/۱۷

عورت دروغ کی طرح نامبارک ہی یہ شاستر کا حکم ہی منو ۹/۱۸

(خاکسار) دیکھئے عورتوں کی کس درجہ تحقیر کی گئی ہے۔ کہ جس کی تفصیل لکھنا باعث ندامت ہے۔ یہ کائنات کی ماں کی توقیر ابھی اور بہت کچھ باقی ہے جو کسی دوسرے وقت پر انشاء اللہ عرض کرونگا۔

منشی محمد داؤد خان نا ولسٹ از قوم سرائے نرین محلہ نواب خیل بلدہ سنبھل ضلع مراد آباد

کثرت ازدواج اور طلاق

(از قلم جناب خان بہادر میرزا سلطان احمد خان صاحب)

(دیکھو، ۱۶ اکتوبر کا نور)

اگر انصاف سے غور کروگے تو یہی پاؤ گے کہ جب کسی قوم اور دوسرے مذہب کا فرد بشر مسلمان ہوتا ہے۔ تو اوسے کیا سکھایا پڑھایا جاتا ہے

"لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ"

اس میں کوئی برائی نہیں کوئی حملہ نہیں کوئی طعنہ نہیں بلکہ ویرینہ یہ مصداق تعالوا الی کلمۃ الخ یاد دلایا جاتا ہے جو صدیوں سے بھول چکا تھا۔ ؎

ہوا ہے عشق تازہ ابتدا سے آہ ہوتی ہے
مبارک طفل دل کی آج بسم اللہ ہوتی ہے

(جہت قومیت)

ہر مذہب اپنے معتقدوں اور پیروؤں کی کچھ نہ کچھ تعداد رکھتا ہے اور جب یہ تعداد خاص اور وافر ہو جاتی ہے۔ تو وہ ایک قومیت ہی اختیار کر لیتا ہے۔ جب ایک جدید قوم کسی مذہب کے ماتحت نشوونما پاتی ہے۔ تو دوسری قوموں اور دوسرے مذاہب سے اوس کے حقوق اور دعاوی ہی نسبتاً جدا ہو جاتے ہیں۔ یا تو ایسی قوم یا ایسی مذہب کسی دوسری قوم کے ماتحت ہو کر رہتا ہے۔ اور یا ملک املاک میں سے ہی کچھ حصہ لیتا ہے۔ اسلام کی قسمت کا پانسہ بھی کچھ یا کسی حد تک ایسا ہی پڑا۔

وہ مذاہب میں بھی حصہ دار ہوا اور اقوام میں بھی اور ایک قوم کی حیثیت میں اور ملک و املاک میں بھی حصہ دار بنا اپنے طریق سے اوس نے بھی اس اہم میں عہدہ برآ ہونے کی جدوجہد کی۔ اور وہ ایک حد تک کامیاب بھی ہو گیا۔ ہر مذہب اور ہر قوم کے مقبوضات قومی سے اس نے حصہ رسدی لیا اسلام کا یہ ایک ایسا طریق عمل تھا۔ کہ اس سے پہلے مذاہب پہلی قومیں کسی حالت میں بھی خوش نہیں رہ سکتے تھے اور یہ ان کا بھی ایک طبعی جوش اور طبعی فعل تھا جس کے واسطے وہ الزام نہیں دیئے جا سکتے۔

اگر اسلام ان کی جگہ پر ہوتا تو وہ بھی ایسا ہی کرتا۔ کون کس کو چاہتا ہے۔ اور کون اپنے ماخلات اور مقبوضات سے حصہ بخردے دیتا ہے۔ خصوصاً جو بعد میں آکر دعوے۔ اوس کی پوزیشن بہت ہی نازک اور جواب دہ ہوتی ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ اصل دعویدار نہیں ہے۔ کوئی کہتا ہے میعاد گذر گئی ہے۔ کوئی کہتا ہے ثبوت ناکافی ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ رسوم ناکافی ہے

دنیاوی رنگ میں جب مسلمانوں نے ہر چہار طرف مذہبی تبلیغ کا دھاوا بول دیا۔ تو پہلی قومیں اور پہلے مذاہب گھبرا اٹھے۔ بعض بے جوش فتوحات میں کچھ کچھ غلطیاں بھی ہو گئیں جیسے کہ ہر ایک کامیاب قوم سے ہو جاتی ہیں۔ جو کہ آخر کار اسلام کے ذمہ لگائی گئی ہیں۔ اس قسم کی سب باتیں مل ملا کر اسلام کا وحشی کے رنگ میں آگے دھر لیا گیا۔ جو باتیں اس کی اچھی بھی تھیں وہ بھی رد کر دی گئیں اور ان پر پھبتیاں بھی اڑائی گئیں۔

یہ مشکل بھی پڑی کہ مذہب اسلام کی قومیت اور پولیٹکس مطلع ایک ہی رنگ اور ایک ہی سماں رکھتا تھا۔ خوش قسمتی سے مسلمانوں کی قوم ہی کوئی نہیں۔ جس طرح کوئی وطن نہیں مذہب ہی قوم اور مذہب ہی وطن ہے۔ مخالفوں کی مخالفت کا رنگ میں ایسا ہو گیا سب بارہ مذہب پر ہی آپڑی۔

باغبان سن کے پھر کہتا ہے چمن میں کیا کیا
مجھکو آفت میں پھنسائے نہ ترنم میرا

چونکہ مسلمانوں کے ساتھ ساتھ مذہب ہمیشہ رہا۔ حال میں بھی قال میں بھی اس واسطے مسلمانوں کی دنیاوی یا پولیٹکل غلطیاں اور لغزشیں بھی مذہب ہی کے سر تھوپی گئیں۔ کچھ شک نہیں کہ خود بعض امرا اور بعض سلاطین نے بھی اس مرحلہ میں فاش غلطی کھائی لیکن اغیار اور دوسرے لوگوں نے غلط تاویل یا غلط پیوند کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔

اسلام نے یہ کبھی نہیں کہا۔ کہ اوس کی قوم اور اوس کے امرا اور سلاطین سے دنیاوی۔ معاشرتی۔ تمدنی اور پولیٹیکل رنگ میں غلطیاں نہیں ہو سکتی ہیں۔ یا اس کے افراد انسانیت کی تحریکات اور بشریت کے خیالات سے معرا اور منزہ ہیں یا ان سے سیاسی معاملات میں کوئی غلطی نہیں ہو سکتی۔ اگر اسلام یہ دعوے کرتا تو وہ ملزم بھی ہو سکتا تھا۔ اسلام نے ایسا کوئی دعوے نہیں کیا ہے۔ یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اوس کے بعض تابعین کی غلطیوں کا بوجھ خواہ مخواہ اس پر کیوں رکھا جاتا ہے۔

کیا یہ ثابت ہو چکا ہے کہ دوسری قوموں اور دوسرے مذاہب کے امرا و سلاطین اور حکمران غلطیاں نہیں کرتے یا ان کے افراد لغزشوں سے مامون اور مصئون ہیں۔ اور مذاہب کی غلطیاں تو ان تک ہی محدود رہتی ہیں اور افراد اسلامی کی غلطیاں اسلام کے ماتھے مڑھی جاتی ہیں۔

اسلام کے نام سے کوئی ظلم و ستم کیا ہو تو اوس کا ذمہ دار اسلام ہو سکتا ہے۔ کیا آجکل کے مہذب زمانہ میں جو بعض وقت غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ اوس کا بھی ان کا مذہب ہی ذمہ دار ہے۔ اسلام سے پہلے جن جن قوموں نے دوسری قوموں کا جائزہ لیا۔ اور ان کی حکومت کھوئی ہے۔ کیا انہوں نے بھی مذہب ہی کی آڑ لی تھی۔ فاتحین کے واسطے ایک بہانہ جوش دلانے کا چاہیے۔ اگر مختلف مذاہب کی تاریخیں کھول کر دیکھو تو پتہ لگ جائیگا۔ کہ سلاطین اور حکمرانوں کا ایسا ہی وتیرہ رہا ہے۔ اب جس کے بدلے قوم کا شور اٹھتا اور قوم قوم کے نام سے مختلف پیرایوں میں ندا دی جاتی ہے۔ وہ کیا ہے

نام حضرت کا لیا فتح ہوئی جنگ عدو
یہی جوشش ہے وعا میں یہی منتر اپنا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گو دوسرے مذاہب اور دوسرے اقوام میں تمدن، سیاست و معاشرت کی بحثیں جداگانہ مرکز رکھتی ہیں لیکن جب کبھی اسلام کے مقابلہ میں بحث اٹھائی جاتی ہے۔ تو ایک ہی رخ رکھ لیا جاتا ہے کبھی یورپ کے بازاروں میں یہ وعظ کہا جائے کہ

"عورت اور مرد کی مخالطت ایک طبعی جذبہ اور ایک طبعی میلان ہے۔ اور ایسا اختلاط کوئی گناہ نہیں"

تو شاید بہت ہی کم ایسے آدمی نکل سکیں گے۔ جو یہ وعظ سنکر کوئی اعتراض کریں۔ لیکن اگر اسلام کی جانب سے بحیثیت ایک شرعی اجازت کے یہ ذکر بھی کیا جاوے۔ کہ انسان ان شرطوں کے ساتھ ضرورت پر دو تین چار بیویاں کر سکتا ہے یا طلاق دے سکتا ہے۔ تو ایک پرلے درجہ کا اوباش آدمی بھی مارے غصہ کے لال پیلا ہو جائے گا۔ یہ صرف اس واسطے کہ اسلام کی ہر ایک بات بعض کے نزدیک قومی اور پولیٹیکل ریویو سے مکروہ معلوم ہوتی ہے۔ اور لوگ اس کی ضرورت اور حقیقت سے خواہ مخواہ بھی اعتراض کرتے ہیں۔

مسٹر شاہمن ہاتیر جرمن فلاسفر کا قول بالکل ٹھیک ہے

"مسلمان اقوال سے کثیر الازدواج ہیں اور دوسرے لوگ عملی رنگ میں"

یورپ والوں نے اسلام کی مخالفت سے جس قدر کثرت ازدواج پر کتابیں لکھی ہیں۔ اس قدر ناجائز تعلقات اور ناجائز کثیر العملی پر نہیں لکھی ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ اسلام پر اس مسئلہ کے متعلق جو اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ وہ محض معاندانہ ہیں۔ نہ کہ محققانہ ہمارے بعض مسلمانوں کو بھی یوروپ کی گلیوں میں جاکر وہی طریقہ معارضہ سوجھتا ہے۔ جو یورپین کا تختہ مشق بناتو۔ ہم ایسے بعض معترض مسلمانوں کو چیلنج کرتے ہیں جو یورپ کی سرد آب و ہوا نے ان پر اثر کیا ہے۔ اور جس کی بدولت ان کی مذہبی گرمجوشی سرد پڑ گئی ہے۔ وہ مذہبی عزت اور مذہبی حمیت کے ہی منافی نہیں ہے۔ بلکہ اسلامی خون اور محمدی غیرت کے بھی منافی ہے۔

عورت اور مرد کا باہمی تعلق

اغیار و یار سب کو جلاتی ہے برق حسن
ہے آگ کو تمیز نہ گل کی نہ خار کی۔۔

دنیا کی مختلف قوموں کی مختلف تواریخ کے دیکھنے سے پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ جیسے عورت و مرد کا تعلق نیچرل یا میلان طبعی ہے ایسے ہی اس کا عمل بھی شروع سے ہی چلا آیا ہے۔ حضرت بابا آدم علیہ السلام کی پاک زندگی بھی اماں حوا علیہا السلام کے بغیر نہ رہ سکی خواہ شروع دنیا کی کوئی ہی سی تاریخ اور سن و سال ہو یہ ثابت ہے۔ کہ عورت و مرد کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ تاریخ کوئی ایسا زمانہ پیش نہیں کرتی۔ جس میں عورت اور مرد کا آپس میں میل وجول نہ رہا ہو۔ یا جس میں ایسا میل وجول کلیتاً مکروہ و ناموزوں سمجھا گیا ہو۔

جہاں سے مرد و عورت کا تعلق شروع ہوتا ہے۔ وہاں مذہبی روایات اور مذہبی احکام اور تاریخیں قریباً مل جاتی ہیں۔ اور دونوں کرنیں ایک ہی چشمہ اور روشنی سے خارج ہوتی معلوم دیتی ہیں۔ اور دونوں میں ایک ہی نسبت پائی جاتی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ بہت سی اصلاحیں ہو بہو موجودہ طریقے قایم ہوئے ہیں۔ باوجود اس قدر تہذیب اور ترقی اخلاق کے اب تک بھی مرد اور عورت کے خیالات میں کسی حد تک تضاد موجود ہے۔ مرد اور عورت کے تعلقات اور وابستگیوں کا طریقہ شاید شروع میں کوئی یکساں صورت رکھتا ہو۔ لیکن بعد میں رفتہ رفتہ ضروریات خیالات اور آب و ہوا کے اختلافات کی وجہ سے طریقے مختلف ہوتے گئے۔ اور خواہش یا شوق بڑھتا گیا کچھ طریقے مذاہب کے مطابق رہے۔ اور بعض مذاہب کے مخالف ہو گئے

"بعض قوموں میں آزادانہ طریق مروج رہا"
"بعض میں کچھ کچھ پابندیاں لگتی گئیں"
"بعض میں بعض رشتے غیر مشروع قرار پائے"
"بعض میں رشتہ داروں کی کوئی قید نہ تھی"
"بعض میں ایک ہی پر کفایت کی گئی"
"بعض میں دو بہنوں کا ایک ہی مرد کے ساتھ عقد مشروع قرار پایا"
"بعض میں ایک ہی عورت اور چار یا پانچ خاوند جائز تسلیم کئے گئے"
"بعض میں ایک یا زیادہ بیویوں کا خاوند ایک ہی جائز تسلیم کیا گیا"
"بعض میں صرف ایک ہی بیوی"
"بعض میں لامحدود"
"بعض میں ایک مقررہ وقت تک"
"بعض میں صرف چار تک"

ہر مذہب اور ہر قوم والا اپنی قومی تاریخیں غور سے پڑھے۔ اگر ایسی تاریخیں نہ ہوں۔ تو قدیمی روایات سے کام لے۔ تو اس کو بہ آسانی پتہ لگ جائیگا۔ کہ مناکحت کے رسم و رواج کی زمانہ و بزبر ہو کیا حالت و کیا کیفیت رہی اس رسم کی کسی ملک اور کسی قوم میں بیخ نابود نہیں ہے۔ ہر ملک و ہر قوم میں مختلف طریقوں میں اس کی ہستی پائی جاتی ہے۔

جس قدر صورتیں اور طریقے اوپر لکھے گئے ہیں۔ ان کا رواج اب تک کچھ نہ کچھ دنیا کے مختلف حصوں میں پایا جاتا ہے۔ کسی میں کوئی رواج ہے۔ اور کوئی شروط معاہدات کے۔ مرد و عورت کا تعلق ایک طبعی تعلق ہے چاہے مذہب کے لحاظ سے تابع ہو۔ اور چاہے کسی رواج اور کسی قانون کے وحشت اور تہذیب دونوں دل و جان سے اس کی طالب ہیں۔ تہذیب میں وحشت سے زیادہ اس کی آؤ بھگت ہوتی ہے۔

ہر جام میں ہے جلوہ مے خانہ کسی کا۔
مے خانہ ہمارا ہے جلوہ خانہ کسی کا (باقی آئندہ)

تبلیغی توپخانہ صرف چھ روپیہ میں

آج دوست و دشمن ہر دو معترف ہیں کہ نور کے پرانے فائل بلحاظ اپنے اخبارات تبلیغی مضامین کے لحاظ سے اپنی آپ نظیر ہے بسا اوقات ایک ایک مضمون کے لئے ہزاروں صفحوں پر دیدہ ریزی کرنی پڑی ہے۔ فائل ۲ تا ۷، ۱۹۱۱ تا ۱۹۱۶ء جنکی مجموعی قیمت بارہ روپے ہے۔ مگر اب صرف چھ روپے

نادر موقع اگر آپ قادیان میں نہایت عمدہ با موقع پختہ دو منزلہ ہوادار مکان جو نصف کنال زمین میں واقعہ ہے لینے کے خواہشمند ہیں تو مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔ نور قادیان

مسلم ریویو لنڈن کی جلد ۲ کے ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ نمبر موجود ہیں۔ فی پرچہ کی اصل قیمت ۱۰ امر ہے مگر دفتر نور علاوہ محصول نصف قیمت پر دے گا۔ حاجتمند جلد درخواست کریں

مینیجر نور قادیان ضلع گورداسپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سندھ نومسلم کانفرنس

شیخ محمد امین صاحب کا خطبہ صدارت

میں نے اسلام کیوں قبول کیا

آپ میں سے بعض صاحبان شاید یہ جاننے کے خواہشمند ہوں کہ میں نے کیوں اسلام اختیار کیا ہے۔ اس کا مختصر جواب میں آپ کے سامنے عرض کرتا ہوں۔

مجھے ہمیشہ مذہب سے نہایت دلچسپی رہی ہے جس مذہب میں میں پیدا ہوا یعنی جین مت اس سے میری تسلی بالکل نہیں ہوئی کیونکہ یہ مذہب اللہ تعالیٰ کی ہستی کو تسلیم نہیں کرتا۔ بلکہ اس کی یہ تعلیم ہے کہ دنیا ہمیشہ سے قایم چلی آتی ہے۔ اور انسانی روحیں ہمیشہ سے چاہ ضلالت میں پڑی ہوئی ہیں۔ اور وہ رہبانیت کی زندگی اختیار کرنے سے اس چاہ ضلالت کی حالت سے نکلکر ہر ایک جدا جدا خدا بن جاتا ہے۔ ان مذہب والوں کا یہ خیال ہے۔ کہ دنیا میں ہر جگہ جرثومے پھیلے ہوئے ہیں۔ جو کہ ہمارے نہانے اور سانس لینے سے بھی فوت ہوجاتے ہیں۔ پس نہانا اور سانس لینا بھی گناہ ہے۔ غرضکہ اس مذہب پر بھی عمل کر کے کوئی قوم کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔

جب میری اس مذہب میں تسلی نہیں ہوئی۔ تو میں نے آریہ مذہب، ویدانت، بدھ مذہب، عیسائیت اور اسلام کا مطالعہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میں نے دیکھا۔ کہ وہ تمام خوبیاں جو دیگر مذاہب میں پائی جاتی ہیں۔ اسلام میں پوری پوری موجود ہیں لیکن وہ تمام نقص جو اور مذاہب میں پائے جاتے ہیں ان سے اسلام بری ہے

آریہ مذہب

مثلاً آریہ مذہب کی یہ تعلیم ہے کہ ان کا خدا خود نیچر کے اٹل قانونوں میں جکڑا ہوا ہے۔ اور ان قوانین کے آگے اس کا کچھ بس نہیں چل سکتا۔ وہ ان قانونوں کو بنانیوالا نہیں۔ بلکہ اس کی حیثیت ایک منیجر سے بڑھ کر نہیں۔ جس کو کمپنی کے قواعد کے مطابق عمل کرنا پڑتا ہے۔ وہ کسی روح کو اس کے گناہ سے نجات نہیں دلا سکتا بلکہ روحوں کو ہر حالت میں اپنی نیکی و بدی کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا وہ کسی کے گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا۔ اور نہ وہ کوئی چیز بنا سکتا ہے۔ غرضکہ اس کی طاقتوں کا اندازہ انسانی طاقتوں پر کیا ہے۔ بلکہ آریہ ورت یعنی ہندوستان کو اس کا وطن قرار دیا گیا ہے۔ پس وہ ۔ اسے اس ملک کے اور کسی ملک میں کسی رہنمائے روحانی اور رشی کو پیدا نہیں کرتا۔ بلکہ آریوں کے خیال کے مطابق تو دوسرے ملکوں میں جس قدر پیغمبر اور اولیا مانے جاتے ہیں۔ وہ سب نعوذ باللہ جھوٹے اور مکار و فریبی ہیں۔

مسیحیت

اسی طرح مذہب عیسائی کے لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کا انصاف اس کی رحمت پر محیط ہے۔ وہ بغیر حضرت عیسیٰؑ کی مدد کے کسی کے گناہ معاف نہیں کر سکتا۔ دنیا کے گناہ معاف کرنے کے لئے اس کو اپنا بیٹا پیدا کر کے پھانسی پر ٹانگنا پڑا۔ بھلا ایسے خدا کا اسلام کے الرحیم الرحمٰن سے تو مقابلہ کر کے دیکھو۔ جو کہ اپنے بندوں پر نہایت مہربان و شفیق ہے۔ جو کہ واحد ہے اور لاجواب ہے بے نیاز ہے۔ نہ کسی کا بیٹا ہے۔ اور نہ اس کا کوئی بیٹا ہے اور نہ اس کا کوئی ثانی ہے۔ فریادوں کا سننے والا۔ دعاؤں کا قبول کرنے والا۔ اور اپنے بندوں پر سو والدینوں سے زیادہ مہربان

سناتن دھرم

سناتن دھرم کیا ہے۔ لاکھوں خداؤں۔ دیوتاؤں اور بھوتوں شیطانوں کی پرستش کا مجموعہ گائے بھی خدا پیپل بھی خدا گنیش یعنی ہاتھی بھی خدا۔ اور ہنومان بندر بھی خدا۔ سانپ بھی خدا اور آگ بھی خدا۔ ذات پات کی تفریق ایسی کہ ایک انسان کا سایہ پڑ جانے سے۔ دوسرا ناپاک ہو جاتا ہے۔ سمندر کا سفر کرنے سے انسان کا دھرم ہی ڈوب جاتا ہے۔ اور اس پر طرہ یہ کہ کوئی ہنومان رام کو مانتا ہے۔ کوئی شیو کوئی آگ کو پوجتا ہے۔ تو دوسرا بیل کا پیشاب پیتا ہے۔ کوئی بکروں کی قربانی کو اپنی نجات کے لئے ضروری سمجھتا ہے۔ تو دوسرا کہتا ہے۔ کہ جانور کو مارنے سے انسان دوسری زندگی میں اسی جانور کے جسم میں جنم پاتا ہے پس یہ کہنا کہ ہندو مذہب کیا ہے ایک نہایت محال مسئلہ ہے۔ جو شخص ہندو کے گھر میں پیدا ہوا۔ خواہ اس کا اعتقاد کچھ ہی ہو۔ بشرطیکہ وہ گائے کو متبرک سمجھتا ہو وہ ہندو کہلا سکتا ہے۔ چنانچہ لاہور کے ہندو اخبار "ٹریبون" نے لکھا تھا کہ ہندو سبھا کے جلسہ میں صرف ایک ہی مسئلہ ایسا تھا جس پر سب ہندوؤں کا اتفاق تھا۔ اور وہ یہ تھا کہ گائے مقدس جانور ہے۔ باقی ہر مسئلہ پر ہندوؤں کی رائے مختلف تھی۔

کیمیکل گولڈن گلوبند

1/12

اہل ہنر نے یہاں اور بہت سی عجیب و غریب چیزیں ایجاد کی ہیں وہاں پر نازک عورتوں کے گلے کا خاص زیور یعنی کیمیکل گولڈن گلوبند بھی اس قدر نفیس بنایا ہے کہ جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔ یہ گلوبند نیا ایک نئے فیشن کا بنایا گیا ہے اس میں ایک سنہری پٹی پر نہایت عمدہ نقش و نگار ہیں۔ نیچے چھوٹے چھوٹے گھنگرو لگائے گئے ہیں۔ گوری گوری نازک گردن میں اس قدر خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ کہ دیکھنے والوں کے دل بیچین ہوجاتے ہیں۔ اس کو کاریگر نے اس قدر ہلکا بنایا ہے کہ اس کا ہر وقت گلے میں پہنے رہنا نازک سے نازک عورتوں کو ذرا دوبھر نہیں معلوم ہوتا۔ چاندنی میں وہ بہار دکھاتا ہے کہ گردن پر نور برستا ہے۔ روشنی میں چمک دمک کی اس قدر تیز کرنیں پیدا ہوتی ہیں۔ کہ نظر نہیں ٹھہر سکتی۔ یہ کوئی ملمع نہیں کہ جو کچھ دن کے بعد رنگ اتر جائے۔ بلکہ اسکی چمک دمک نگاے وپ برسوں قائم رہتا ہے۔ ذرا چمک دمک میں فرق معلوم دیا صابن سے صاف کرلو۔ پھر تازہ بتازہ نیا بنیا دیکھ لو۔ سب کی نظر اس پر نہ پڑے تو کوئی بات نہیں شوقین لوگوں کے سامنے بیس روپیہ کی اصل نہیں قیمت فی عدد گلوبند معہ محصولڈاک صرف ہے چار عدد کے خریدار کو ایک عدد مفت فرمائش کے وقت پورے گلے کا ناپ لکھکر ضرور روانہ کریں۔ ملنے کا پتہ

ایس۔ اے اصغر اینڈ کمپنی مٹیا محل دہلی

کیا آپ کا گھر ان کتابوں سے خالی ہے

ماں بچے کی نگہداشت: بچوں کی بیوقت موت پر ماں باپ کو سر پکڑ کر رونے کی بجائے اس غم کا علاج کرنا چاہیئے۔ زچاؤں کی صحت سے بے پروائی اور بچوں کی پرورش سے غفلت برتنے نے خانہ داروں کی زندگی اجیرن کر رکھی ہے لیکن یہ رسالہ سچا رہبر ثابت ہوگا بہت مقبول ہوا ہے۔ سال بھر میں دوسرا ایڈیشن قریب الختم ہے قیمت ۶ محصولڈاک علاوہ ٹکٹوں کے بھیجنے میں کفایت رہے گی۔

رفیق زمیندار: بلکہ ہر شخص کا بہترین مددگار ہے ہر گھر میں روشنی پلتے ہیں۔ سبزی کی کیاریاں بچے لگاتے ہیں۔ روپیہ ہر شخص کو جوڑنے کا شوق ہوتا ہے۔ بیماریوں سے بچنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے معلومات کے خزانہ دیکھکر ہر شخص خوش ہوتا ہے۔ پس یہ کتاب ان تمام باتوں کا بے مثل گنجینہ ہے بہت پسند کی جا رہی ہے۔ قیمت صرف ۱۲ محصولڈاک علاوہ۔ یہ ہر دو کتب مولوی محمد ظفر صاحب۔ ایم اے کی تصنیف ہیں۔

پتہ

مولوی محمد قمر مہتمم سلسلہ سرمایہ اطفال گڑگانوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ شافی

ملیریا بخار کی مجرب و آزمودہ دوا

کونین سے بڑھ کر مفید اور جملہ اقسام بخار کا دافع (تریاق بخار یا قاتل ملیریا) جس کے استعمال سے سخت سے سخت اور کئی کئی دن کا چڑھا ہوا بخار صرف چند خوراک کے استعمال سے بفضل خدا اتر جاتا ہے۔ اور بخار اترنے کے بعد پھر اس کا استعمال آیندہ کے لئے بخار کو روک دیتا ہے۔ اور ایک شیشی پانچ سات مریضوں کے لئے کافی ہو سکتی ہے۔ پس ایسی مفید اور مجرب دوا کا ہر گھر میں رہنا باعث آرام ہے۔ اور اس کے مفید اور مجرب ہونے کے متعلق ہزارہا شہادتیں موجود ہیں پس مبارک ہیں۔ وہ جو ایسی نایاب دوا سے خود بھی فائدہ اٹھائیں اور دوسروں کو بھی اپنے تجربہ سے مطلع فرماویں۔

قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ چار آنہ کلدار محصولڈاک علاوہ

خاص رعایت اطباء اور وید اور ڈاکٹر صاحبان خرچ پارسل و پیکنگ وغیرہ کے لئے چھ آنے کے ٹکٹ روانہ فرما کر صرف ایک مرتبہ اس کو بالکل مفت ہی طلب کریں۔

المشتہر

مہتمم شفاخانہ سعادت منزل متعلقہ عالیجناب مولوی حکیم میر سعادت علی صاحب منصبدار معالج امراض کہنہ شاہ علی بنڈہ چوک اسپان حیدرآباد دکن

اب آپکو کمزوری کی شکایت نہ ہونی چاہیئے

جو شخص حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرتا ہے۔ بلا شبہ ایسا خوش قسمت انسان دنیا میں ہی جنتی ہے۔ مگر خدا برا کرے کمزوری کا کیونکہ کمزور آدمی نہ تو حقوق اللہ کو ہی ادا کر سکتا ہے۔ اور نہ حقوق العباد کو ہی بجا لا سکتا ہے۔ بلا شبہ ایسا آدمی زندہ در گور سے کم نہیں۔ جو ہر وقت پژمردہ چہرہ زرد اور سر و کمر میں درد، حافظہ کمزور، طبیعت اچاٹ، چلتے وقت دم چڑھ جاتا، ہاتھ پاؤں سست ہو جاتے۔ اگر ایسے گئے گذرے انسان دنیا میں کسی کام کے بن کر اپنی زندگی کو پرلطف بنانا چاہتے ہیں تو وہ آج سے ہی ہماری جدید تیار کردہ اکسیر البدن رجسٹرڈ نامی دوا جو باقاعدہ سرکار سے رجسٹرڈ ہو چکی ہے۔ کا استعمال شروع کر دیں۔ جو پٹھوں کو مضبوط، حافظہ کو تیز، چہرہ کو شگفتہ، اور جسم کو چست بناتی، دل میں نئی امنگ، اعضا میں نئی ترنگ، اور دماغ میں نئی جولانی پیدا کرتی ہے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک صرف پانچ روپے محصول ڈاک علاوہ

تمام سرمہ فروشوں کو کھلا چیلنج

یہ امر تو اب اظہر من الشمس ہو چکا ہے۔ کہ ہمارا موتی سرمہ (رجسٹرڈ) اگر ہے ضعف بصر دھند، جالا، پھولا، پانی بہنا، خارش، رتوندہ، گوہانجنی، ناخونہ، ابتدائی موتیا بند غرضکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ اگر آپ کو اپنی پیاری آنکھوں سے کچھ بھی محبت ہے جس کے بغیر دنیا اندھیر ہے تو آپ کو آج ہی سے موتی سرمہ کا استعمال شروع کر دینا چاہیئے۔ جو نہ صرف آپ کی نور بصارت کو ہی ترقی دے گا۔ بلکہ جملہ امراض چشم سے آپ کی پیاری آنکھوں کو محفوظ رکھے گا۔ قیمت ایک تولہ دو روپے آٹھ آنہ

ہر ایک سرمہ فروش یہی کہتا ہے کہ میرا سرمہ سب سے اعلیٰ ہے جس سے ناظرین کو اصل و نقل میں تمیز کرنی بہت مشکل ہو جاتی ہے۔ لہذا لوگوں کی تسلی کے لئے ہم ایک آسان راہ پیش کرتے ہیں۔ کہ ہمارے ہر اشتہار میں نیا سارٹیفکیٹ معہ تاریخ درج ہو گا۔ ہر اشتہار میں نیا سارٹیفکیٹ مہیا ہو جانا یہ خود کسی سرمہ کے بہتر ہونے کی کافی دلیل ہے۔ یہ کل سرمہ فروشوں کو ہماری طرف سے کھلا چیلنج ہے۔ کہ وہ بھی ہر بار ہماری طرح نیا سارٹیفکیٹ پبلک میں معہ تاریخ پیش کریں۔ لہذا اس سلسلہ میں دوسرا سارٹیفکیٹ درج ذیل ہے۔ اگر کسی کو ہمت ہے تو وہ بھی ہماری طرح ہر بار نیا سارٹیفکیٹ معہ تاریخ درج کرے۔ بلکہ بدون تاریخ کے کوئی شہادت قابل پیش نہیں ہونی چاہیئے۔ اور یہ تاریخ بھی سنہ ۱۹۲۶ء کی ہو۔ ورنہ کوئی شہادت تازہ شہادت کہلانے کی مستحق نہ ہوگی، اور کوئی شہادت دو بار نہ چھپے گی۔ ورنہ یہ امر سرمہ کے لئے عدم قبولیت پر دلالت کریگا

میری عینک چھوٹ گئی جناب شفیع الدین صاحب متعلم اور سیر کلاس جے بی کالج کپورتھلہ ۱۰ اگست سنہ ۱۹۲۶ء کو لکھتے ہیں کہ آپکا سرمہ قابل تعریف ہے۔ اس کے ذریعہ بندہ کی عینک چھوٹ گئی اب میں بغیر عینک کے لکھنا پڑھتا ہوں

پتہ منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور